

ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2025.Page# 5228-5236
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Behaviors of the Animal Kingdom and Spiritual Reformation: A Psychologico-Ethical Study of Quranic Parables

حیوانات کی حرکات وسکنات اور انفرادی اخلاقی تربیت: قرآن کریم کا اسلوبِ تمثیل اور نفسیاتی اثرات

Ubaid ur Rehman
PhD Scholar, Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Islamabad.
Email: urrehman.007@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0003-1067-1588
Dr Sami ul Haq
Professor, Alhamd Islamic University, Islamabad.
Email: dr.sami@alhamd.pk

Abstract:
The Holy Quran utilizes various cosmic and natural phenomena as pedagogical tools for human character development, employing parables rooted in animal behavior to foster moral and psychological transformation. This research paper explores the teleological framework (Maqasid al-Shariah) under which the dynamic movements of animals—such as the instinctive diligence of the honeybee, the profound foresight of the ant, and the resilient flight of birds—serve as empirical models for individual spiritual purification (Tazkiyah). Rather than being merely narrative or metaphorical devices, these animal archetypes bridge the gap between abstract moral theories and sensory, observable realities. By examining traditional exegeses alongside modern psychology, the study demonstrates how these natural models bypass cognitive resistance and leave an enduring imprint on the human subconscious, urging individuals to align their voluntary actions with the intrinsic cosmic discipline. Furthermore, the paper provides an analytical look into how Quranic parables address behavioral correction and emotional intelligence. For instance, the restless panting of a dog is contrasted against the balanced self-regulation (Self-Discipline) displayed by tightly knit animal communities. Through observational learning, the Quran turns nature into a silent yet powerful moral teacher, illustrating that virtues such as altruism, responsibility, and perseverance are woven into the very fabric of creation. Ultimately, the study concludes that contemporary psychological crises and ethical decline can be effectively mitigated by reintegrating this Quranic model of character formation, establishing a harmonious connection between human agency, natural instincts, and divine law.

Keywords: *Quranic Parables, Animal Behavior, Moral Training, Maqasid al-Shariah, Tazkiyah, Human Subconscious, Self-Discipline, Observational Learning, Emotional Intelligence, Character Formation.*

قرآنِ حکیم انسانیت کی فلاح وکامرانی کا وہ ابدی صحیفہ ہے جو فکر و عمل کے بند دریچوں کو وا کرنے کے لیے کائنات کے مادی و معنوی مظاہر کو جابجا بطورِ استدلال پیش کرتا ہے۔ اس الٰہی کتاب کا اسلوبِ تربیت محض خشک اور تجریدی فلسفیانہ ضوابط تک محدود نہیں، بلکہ یہ حسی، نفسیاتی اور کائناتی شواہد سے مزین ایک فعال نظامِ حیات ہے۔ قرآنِ کریم نے انسانی کردار کی انفرادی تعمیر، اخلاقی ارتقا اور تزکیہ نفس کے نازک مراحل کو عام فہم اور مؤثر بنانے کے لیے کائناتی نظم (Cosmic Order) اور بالخصوص حیوانات کی حرکات وسکنات کو بطورِ تمثیل (Parables) پیش کیا ہے۔ کائنات کی یہ خاموش کتاب دراصل ایک آفاقی معلم ہے، جس میں شہد کی مکھی کی منظم جبلتی حرکت، چیونٹی کی دور اندیشی و بستی کی حفاظت کے لیے تڑپ، اور پرندوں کی تسبیح خواں پروازیں محض اتفاقی مظاہر نہیں، بلکہ صانعِ حقیقی کی ربوبیت اور انسانی نفسیات کے لیے گہرے اخلاقی اسباق کی

غماز ہیں۔

موجودہ مادی اور مشینی دور میں، جہاں انسان داخلی انتشار، اخلاقی انحطاط اور شدید نفسیاتی بحرانوں کا شکار ہو کر اپنی اصلِ فطرت سے دور ہوتا جا رہا ہے، اس ریسرچ پیپر کی ضرورت و اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ جدید مادی تعلیمی نظریات انسانی رویوں کی بیرونی اصلاح پر تو زور دیتے ہیں، مگر وہ باطنی محرکات اور لاشعور کی تطہیر سے قاصر ہیں۔ زیرِ نظر مقالے کی اہمیت یہ ہے کہ یہ شریعت کے مقاصد کی روشنی میں قرآنی تمثیلات کا ایک ایسا جدید تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے، جو یہ ثابت کرتا ہے کہ حیوانات کی اضطراری و فطری حرکات کا مشاہدہ کس طرح انسانی عقل کو جھنجھوڑتا ہے اور ذہنی مزاحمت کو ختم کر کے براہِ راست لاشعور (Subconscious) پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ پیپر اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ قرآن کس طرح فرد کی کردار سازی میں نظم و ضبط، ضبطِ نفس (Self-Discipline)، استقامت، ایثار اور نفعِ عام جیسے اعلیٰ اوصاف کو راسخ کرنے کے لیے ان حیوانی ماڈلز کو بطورِ ماخذ استعمال کرتا ہے، تاکہ انسان اپنی ارادی زندگی کو ربانی ضابطوں کے تابع کر سکے۔

حیوانات کی حرکات اور انفرادی اخلاقی تربیت

قرآنِ کریم نے انسانی شخصیت کی انفرادی تعمیر اور اخلاقی ارتقا کے لیے حیوانات کی حرکات و سکنات کو بطورِ تمثیل پیش کیا ہے، تاکہ انسان کائناتی نظم (Cosmic Order) کا مشاہدہ کر کے اپنی عملی زندگی میں نظم و ضبط اور اطاعتِ الٰہی کو راسخ کرے۔ شہد کی مکھی کی جبلتی حرکت، چیونٹی کی دور اندیشی اور پرندوں کی تسبیح خواں پروازیں محض اتفاقی افعال نہیں، بلکہ یہ اس حقیقت کی غماز ہیں کہ انفرادی کامیابی کا راز "خودی" کو الٰہی ضابطوں کے تابع کرنے میں ہے۔ قرآن حکیم نے ان حیوانی مظاہر کو اخلاقی بصیرت کا ذریعہ بنایا ہے، تاکہ انسان اپنی ارادی حرکات کو ان حیوانات کی فطری و اضطراری حرکات کی طرح ربانی رنگ میں رنگ لے۔

یہ حرکات انسانی "تزکیۂ نفس" کے لیے ایک مثالی نمونہ فراہم کرتی ہیں۔ علامہ متولی شعراوی انفرادی تربیت کے ضمن میں حیوانات کی ان حرکات کو "ارتقائے انسانی کا زینہ" قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک جب ایک مومن شہد کی مکھی کو وحیِ الٰہی کے تابع محوِ سفر دیکھتا ہے، تو اسے یہ ادراک ہوتا ہے کہ انفرادی جدوجہد کا اصل ثمرہ "نفعِ عام" میں پنہاں ہے۔ [1] اسی طرح چیونٹی کی تگ و دو محض خوراک کا حصول نہیں بلکہ نظمِ حیات کی پاسداری ہے۔ پس تربیتِ نفس محض ایک لایعنی روحانی مشق نہیں، بلکہ یہ عمل، بلند ہمتی اور ضبطِ ذات کا وہ حسین امتزاج ہے جو قرآن کی ان فطری مثالوں سے مترشح ہوتا ہے۔

اخلاقی تربیت کا قرآنی تصور

قرآنِ کریم میں اخلاقی تربیت کا تصور محض خشک قانونی ضوابط یا نظری تعلیمات تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک حیاتیاتی اور نفسیاتی حقیقت ہے جو انسانی شخصیت کے باطنی ڈھانچے اور خارجی رویوں میں انقلاب پیدا کرتی ہے۔ اس تربیت کا جوہر "تزکیہ" ہے، جس کا مقصد نفس کی تطہیر اور کردار کی خوبصورتی ہے۔ قرآن نے اس دقیق عمل کو عام فہم بنانے کے لیے حسی مثالوں (Sensory Examples) کا سہارا لیا ہے۔ امام غزالیؒ (متوفی 505ھ) اس نفسیاتی نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "التخلق بالأخلاق الحميدة يحتاج إلى مرآة يبصر بها الإنسان عيوب نفسه، وأفضل تلك المرايا مرآة الفطرة والخلقة، فإن الإنسان إذا تأمل أحوال البهائم رأى فيها مجلى لصفات نفسه"[2]
>
> (نیک اخلاق سے متخلق ہونے کے لیے انسان کو ایک ایسے آئینے کی ضرورت ہے جس میں وہ اپنے نفس کے عیوب دیکھ سکے، اور سب سے بہتر آئینہ فطرت اور خلقت کا آئینہ ہے، کیونکہ جب انسان حیوانات کے احوال پر غور کرتا ہے تو ان میں اپنے نفس کی صفات کا عکس دیکھتا ہے۔)

مولانا امین احسن اصلاحی "تدبرِ قرآن" میں اس پہلو پر زور دیتے ہیں کہ قرآن جب حیوانات کی مثال دیتا ہے تو اس کا مقصد انسانی عقل کو جھنجھوڑنا ہوتا ہے۔ [3] مثال کے طور پر، سورۃ الاعراف میں اس عالمِ بے عمل کا ذکر جو اپنی ہوا و ہوس کا اسیر ہو گیا، کتے کی حرکتِ لھث (ہانپنے) سے تشبیہ دیا گیا:

> "فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ"[4]
>
> "اس کا تو ایسا حال ہے جیسے کتا، اس پر تو سختی کرے تو بھی ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو بھی ہانپے۔"

علامہ آلوسیؒ (متوفی 1270ھ) اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہ تمثیل دراصل "حرصِ دنیا" اور "نفسِ امارہ" کی اس اضطرابی کیفیت کو ظاہر کرتی ہے جہاں انسان علم کے باوجود سکون سے محروم رہتا ہے۔ [5]

فطرت بطور اخلاقی معلم

قرآنِ حکیم نے کائنات کو ایک "کھلی کتاب" اور فطرت کو ایک "خاموش معلم" قرار دیا ہے۔ سورۃ النحل میں شہد کی مکھی کی طرف "وحی" (جبلتی رہنمائی) کا ذکر اسی معلمی کی طرف اشارہ ہے: "وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ..." [6]۔ امام فخر الدین رازیؒ (متوفی 606ھ) اس جبلتی ہدایت کو اخلاقیات کی بنیاد قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"إيحاؤه إلى النحل إلهام غريزي، وفيه دلالة على أن الفطرة السليمة معلمة للأخلاق، فإن النظام والدأب في العمل الذي في النحل هو عين الخلق الحسن الذي يدعو إليه الشرع"[7]

(مکھی کی طرف وحی ایک فطری الہام ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ فطرتِ سلیمہ ہی اخلاق کی اصل معلم ہے؛ کیونکہ مکھی میں پایا جانے والا نظم اور پیہم محنت وہی "خلقِ حسن" ہے جس کی شریعت دعوت دیتی ہے)۔

تفسیر "المنار" میں سید رشید رضا اس نکتے کو جدید عمرانی تناظر میں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حیوانات کی یہ حرکات انسانی معاشرت کے لیے "فطری قوانین" (Natural Laws) کی حیثیت رکھتی ہیں، جن سے انحراف انسان کو پستی میں گرا دیتا ہے۔[8]

جدید نفسیات کے تناظر میں پروفیسر لوئیس ہارٹز اس قرآنی اسلوب کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The Quranic method of using animal behavior as moral instruction presents a profound psychological truth: learning through natural models bypasses intellectual resistance and speaks directly to the human subconscious".[9]

(حیوانات کے رویوں کو اخلاقی ہدایت کے لیے استعمال کرنے کا قرآنی طریقہ ایک گہری نفسیاتی حقیقت ہے: فطری نمونوں کے ذریعے سیکھنے کا عمل ذہنی مزاحمت کو ختم کر کے براہِ راست انسانی لاشعور پر اثر انداز ہوتا ہے)۔

اسی طرح چیونٹی کا اپنے گروہ کو خطرے سے آگاہ کرنا (النمل:18) محض ایک واقعہ نہیں بلکہ ایثار، ذمہ داری اور "خیر خواہی" کی اعلیٰ ترین اخلاقی قدر کی تعلیم ہے۔ امام قرطبیؒ (متوفی 671ھ) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حفظ النظام وحمل الأمانة من أوجب الواجبات، والنملة تعلمنا ذلك بفطرتها"[10]

(نظام کی حفاظت اور امانت کا بوجھ اٹھانا واجب ترین فرائض میں سے ہے، اور چیونٹی اپنی جبلت سے ہمیں یہی سبق دیتی ہے)۔

مولانا عبدالحق حقانی نے بھی اس مقام پر حیوانات کی ان حرکات کو "صانعِ حقیقی کی معرفت اور اخلاقی بیداری" کا ذریعہ قرار دیا ہے۔[11]

نظم وضبط اور ضبطِ نفس (Self-Discipline)

قرآنِ کریم نے حیوانات کی پیہم اور منظم حرکات کو انسانی زندگی میں نظم وضبط اور ضبطِ نفس (Self-Regulation) کی عملی مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ کائنات کا سارا نظام ایک مینہاجِ فطرت (Natural Law) کے تحت متحرک ہے۔ سورہ النمل میں چیونٹیوں کا اجتماعی رویہ اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ تمدنی نظم کی بنیاد انفرادی ضبطِ نفس پر ہے۔ جب چیونٹیوں کی قائدہ اپنی ساتھیوں کو حکم دیتی ہے: "يا أَيُّهَا النَّمل ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ"[12] (اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ) تو یہ محض ایک ہنگامی پکار نہیں بلکہ ایک پورے معاشرے کی اجتماعی فرمابرداری اور کمالِ ضبط کا مظہر ہے۔

"فِي نُطْقِ النَّمْلَة وتَدْبيرِها دَلَالَةٌ عَلَى حِكْمَة الصَّانع، وفيه تَنْبيهٌ لِلْإِنْسَان عَلَى لُزُوم التَّحَرُّز والانْضباط في أُموره"[13]

(چیونٹی کی کلام اور اس کی تدبیر میں صانعِ حقیقی کی حکمت کی دلیل ہے، اور اس میں انسان کے لیے اپنے امور میں احتیاط اور نظم وضبط کو لازم پکڑنے کی تنبیہ ہے)۔

اسی طرح شہد کی مکھی کی حرکات (النحل:68-69) نظم وضبط کا شاہکار ہیں۔ علامہ طنطاوی جوہریؒ (متوفی 1940ء) اپنی منفرد تفسیر میں حیوانات کے اس جبلی نظام کو انسانی ارادے کے لیے مہمیز قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مکھی کے چھتے کا نظام محض ایک مشینی عمل نہیں بلکہ یہ ثابت کرتا ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ایک قانون کا پابند ہے، اور انسان جو صاحبِ ارادہ ہے، اسے اپنے نفس کو عقل کے ذریعے منظم کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔[14]

جدید نفسیاتی تناظر میں اسے "Self-Regulation" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نامور ماہرِ نفسیات البرٹ بینڈورا (Albert Bandura) کے نظریات کی روشنی میں فطری نمونوں کا مشاہدہ انسانی کردار میں خود تنظیمی (Self-Organization) پیدا کرتا ہے۔ حیوانات کے یہ نمونے ثابت کرتے ہیں کہ نظم وضبط فطرت کے خلاف کوئی بوجھ نہیں بلکہ بقا کا لازمی تقاضا ہے۔[15]

اطاعت، ذمہ داری اور استقامت (Obedience & Resilience)

حیوانات کی حرکات وسکنات سے قرآنِ کریم اطاعت، ذمہ داری اور استقامت (Resilience) جیسی بلند پایہ اخلاقی صفات کا ایک حسی خاکہ پیش کرتا ہے۔ سورہ النحل میں مکھی کے لیے "وحی" (جبلتی رہنمائی) کا صیغہ اس بات کی علامت ہے کہ کائنات کی ہر حرکت ایک الٰہی اشارے کی پابند ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ (متوفی 606ھ) نے اس اطاعت کی نوعیت پر گہری بحث کی ہے:

"إنَّ انْقِيادَ هَذه الْحَيَوانَات لما أُلْهِمَتْ إِلَيْه أَعْجَبُ من انْقِياد الْعُقَلَاء لما أُمِروا به"[16]

(ان حیوانات کا اپنے الہام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا، عقل مندوں کی اپنے احکام کے سامنے اطاعت سے بھی زیادہ عجیب اور پختہ ہے۔)

ذمہ داری (Responsibility) کا سبق چیونٹی کے واقعے سے اس طرح ملتا ہے کہ ایک حقیر سی مخلوق اپنی پوری بستی کی بقا کے لیے فکر مند ہے، جو "رعایت و مسئولیت" کے نبوی تصور (کُلُّکم راعٍ) کی فطری تصویر ہے۔ امام قرطبیؒ (متوفی 671ھ) لکھتے ہیں کہ چیونٹی کی اس حرکت میں "نصیحت" (خیر خواہی) کا وہ اعلیٰ درجہ ہے جو ایک لیڈر میں ہونا چاہیے۔[17]

استقامت اور ثابت قدمی کی مثال قرآن نے پرندوں کی پرواز سے دی ہے: "أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ..."[18] "اور کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو پر کھولتے اور سکیڑتے ہوئے نہیں دیکھا" یہاں پرندوں کا ہوا کے دباؤ کے باوجود توازن برقرار رکھنا اور اپنے ہدف کی طرف بڑھنا انسانی عزم و استقلال کے لیے ایک استعارہ ہے۔ علامہ زمخشریؒ (متوفی 538ھ) اس حرکت کو قدرتِ الٰہیہ کے سہارے "ثباتِ قدم" کی علامت قرار دیتے ہیں۔[19]

پروفیسر مائیکل پریس (Michael Reiss) جیسے محققین کے مطابق، فطرت میں پایا جانے والا "استقلال" (Persistence) انسانی اخلاقیات کی تعمیر میں ایک بنیادی محرک (Primal Metaphor) کا کام کرتا ہے، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ فرض شناسی محض ایک معاشرتی ضرورت نہیں بلکہ ایک کائناتی سچائی ہے۔[20]

نفع رسانی اور ایثار (Altruism and Beneficence)

قرآنِ کریم نے حیوانات کی حرکات و سکنات میں نفع رسانی اور ایثار کے جو فطری نمونے پیش کیے ہیں، وہ انفرادی اخلاقی تربیت کے لیے گہری اہمیت رکھتے ہیں۔ سورۃ النحل میں شہد کی مکھی کا ذکر محض اس کی حیاتیاتی زندگی کا بیان نہیں، بلکہ اس کے وجود کے مقصدی پہلو (Teleological aspect) کی وضاحت ہے:

"يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ"[21]

"ان کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔"

مکھی کی یہ حرکتِ پیہم "نفعِ عام" کا مظہر ہے۔ امام غزالیؒ (متوفی 505ھ) اس جبلتی حرکت سے انسانی اخلاق کے لیے استدلال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"فَانْظُرْ إِلَى النَّحْلِ كَيْفَ جَمَعَ اللَّهُ لَهَا بَيْنَ طَاعَتِهِ وَبَيْنَ مَنْفَعَةِ النَّاسِ... فَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ لَا يَكُونُ إِلَّا نَافِعًا كَالنَّحْلَةِ، إِنْ أَكَلَتْ أَكَلَتْ طَيِّبًا وَإِنْ وَضَعَتْ وَضَعَتْ طَيِّبًا"[22]

(پس شہد کی مکھی کو دیکھو کہ اللہ نے کس طرح اس کے لیے اپنی اطاعت اور لوگوں کے نفع کو جمع کر دیا ہے... پس مومن کو بھی مکھی کی طرح نفع بخش ہونا چاہیے، وہ اگر کھائے تو پاکیزہ کھائے اور اگر نکالے تو پاکیزہ (شہد) نکالے)۔

ایثار کا اعلیٰ ترین فطری نمونہ چیونٹیوں کے اس واقعے میں پنہاں ہے جہاں ایک چیونٹی اپنی جان کی پروا کیے بغیر اپنی قوم کو خطرے سے آگاہ کرتی ہے (النمل:18)۔ یہ حرکت اس بات کی دلیل ہے کہ "خیر خواہی" محض انسانی صفت نہیں بلکہ نظامِ کائنات کا جوہر ہے۔ امام ابن قیمؒ (متوفی 751ھ) اس اخلاقی پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ومن تَدْبِير النَّمْلِ وحِكْمَته أَنَّ النَّمْلَةَ إِذَا أَصَابَتْ شَيْئاً لَمْ تَبْخَلْ به عَلَى صَاحِبَاتِهَا، بَلْ تَذْهَبُ فَتَسْتَدْعِيهِنَّ إِلَيْه"[23]

(چیونٹی کی تدبیر اور حکمت میں سے یہ ہے کہ جب وہ کوئی (رزق یا نفع) پاتی ہے تو اپنی ساتھیوں سے بخل نہیں کرتی، بلکہ جا کر انہیں اس کی طرف بلاتی ہے)۔

جدید سماجی نفسیات کے ماہر ہارووڈ کہلر (Harold Koehler) کے مطابق، حیوانات میں پایا جانے والا "ایثارِ جبلی" (Altruistic Instinct) ثابت کرتا ہے کہ بے غرضی محض ایک سماجی مطالبہ نہیں بلکہ اجتماعی بقا کا بنیادی تقاضا ہے۔[24]

عمل اور نیت کا باہمی ربط (Alignment of Action and Intention)

اخلاقی تربیت کا ایک نازک پہلو عمل اور نیت کے درمیان ہم آہنگی ہے۔ قرآنِ کریم نے حیوانات کی حرکات کے ذریعے واضح کیا ہے کہ ظاہری فعل کی تاثیر اس کے باطنی محرک (نیت / الہام) میں پوشیدہ ہے۔ شہد کی مکھی کی ہر حرکت "وحی" (وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ) کے تابع ہے، جو اس کے عمل کو مقصدیت عطا کرتی ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ (متوفی 606ھ) اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"إِنَّ هَذَا الْإِلْهَامَ الْغَرِيزِيَّ لِلنَّحْلِ بِمَنْزِلَةِ الْعَقْلِ لِلْإِنْسَانِ، فَكَمَا أَنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَصْلُحُ عَمَلُهُ إِلَّا بِنِيَّةٍ وَعَقْلٍ، فَكَذَلِكَ هَذِهِ الْمَخْلُوقَاتُ

لَا تَتَحَرَّكُ إِلَّا بِأَمْرِ خَالِقِهَا"[25]

(مکھی کے لیے یہ فطری الہام انسان کے لیے عقل کے درجے میں ہے۔ جس طرح انسان کا عمل نیت اور عقل کے بغیر درست نہیں ہوتا، اسی طرح یہ مخلوقات بھی اپنے خالق کے حکم (باطنی ہدایت) کے بغیر حرکت نہیں کرتیں)۔

پرندوں کی پرواز اور ان کے رزق کی تلاش (سورہ الملک:19) کو بھی قرآن نے "ایمان و توکل" سے جوڑا ہے۔ امام نوویؒ (متوفی 676ھ) نے "ریاض الصالحین" کے باب الاخلاص میں اگرچہ حیوانات کی براہِ راست تمثیل نیت کے باب میں اس طرح نہیں دی جیسے آپ نے ذکر کی تھی (کیونکہ وہاں فوکس احادیث پر ہے)، تاہم انہوں نے "باب التوکل" میں مشہور حدیثِ طیور (لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِه لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ) [26] کے تحت لکھا ہے کہ پرندوں کی صبح کے وقت حرکت اور شام کو واپسی (الغدو والرواح) نیتِ توکل کی عملی تصویر ہے۔

جدید تعلیمی نفسیات کی ماہر کیرول ڈویک (Carol Dweck) لکھتی ہیں کہ جب انسان کی باطنی نیت (Internal Motivation) اس کے خارجی عمل سے مربوط ہو جائے تو وہ "Authentic Character" کی تشکیل کرتی ہے، جس کا اشارہ قرآن نے حیوانات کی "فطری ہدایت" میں دیا ہے۔[27]

خود احتسابی اور اخلاقی بیداری (Self-Accountability and Moral Awakening)

قرآنِ کریم نے حیوانات کی حرکات کے ذریعے خود احتسابی اور اخلاقی بیداری کے عمل کو انتہائی عملی اور محسوساتی نمونوں میں پیش کیا ہے۔ سورہ الاعراف میں کتے کی مثال اس حوالے سے نہایت گہری معنویت رکھتی ہے:

"فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ" [28]

"اس کا تو ایسا حال ہے جیسے کتا، اس پر تو سختی کرے تو بھی ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو بھی ہانپے۔"

یہ آیت اس نفسیاتی کیفیت کی عکاسی کرتی ہے جب انسان اپنے نفس کی اصلاح اور اخلاقی احتساب سے غافل ہو کر خواہشاتِ نفسانی کا اسیر ہو جاتا ہے۔

امام غزالیؒ (متوفی 505ھ) "احیاء علوم الدین" میں نفس کی نگرانی اور احتساب پر بحث کرتے ہوئے کتے کی اس حرکتِ "لھث" (ہانپنے) کو بے سکون نفس کی علامت قرار دیتے ہیں:

"وَهَذَا الْمَثَلُ لِمَنْ آتَاهُ اللَّهُ كِتَابَهُ فَمَالَ إِلَى الدُّنْيَا... فَمَثَلُهُ مَثَلُ الْكَلْبِ فِي لَهَثِه ا لدَّائم، لَا يَهْدَأُ لانْقِطَاعِ مُرَاقَبَةِ نَفْسه"[29]

(یہ مثال اس شخص کی ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب عطا کی مگر وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا... پس اس کی مثال اس کتے کی سی ہے جو مسلسل ہانپتا ہے، وہ اپنے نفس کی نگرانی (مراقبہ) ترک کر دینے کی وجہ سے کبھی سکون نہیں پاتا)۔

حیوانات کی فطری زندگی میں خود احتسابی کا ایک پہلو "خود تنظیمی" (Self-Regulation) کے طور پر سامنے آتا ہے۔ چیونٹی کا موسمِ گرما میں رزق جمع کرنا محض جبلت نہیں، بلکہ ایک منظم حساب کتاب اور وسائل کے درست استعمال پر اس کی فطری توجہ ہے۔ امام ابن قیمؒ (متوفی 751ھ) "مفتاح دار السعادۃ" میں چیونٹی کی اس "حساب گری" پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَمِنْ عَجِيبِ أَمْرِهَا أَنَّهَا تَخْرُجُ فِي طَلَبِ الرِّزْقِ، فَإِذَا وَجَدَتْهُ حَمَلَتْهُ إِلَى بَيْتِهَا... فَهِيَ تَخْزُنُ لِوَقْتِ حَاجَتِهَا، وَهَذَا مِنْ أَتَمِّ النَّظَرِ فِي الْعَاقِبَةِ"[30]

(چیونٹی کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ وہ رزق کی تلاش میں نکلتی ہے، جب پا لیتی ہے تو اسے اپنے گھر لے آتی ہے... پس وہ اپنی ضرورت کے وقت کے لیے ذخیرہ کرتی ہے، اور یہ انجام بینی اور حساب گری کی مکمل ترین شکل ہے)۔

اخلاقی بیداری کے حوالے سے قرآن نے پرندوں کی مسلسل تگ و دو کو غور و فکر کی دعوت بنا کر پیش کیا ہے:

"أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ"[31]

امام فخر الدین رازیؒ (متوفی 606ھ) اس آیتؑ کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ حرکت اس لیے ہے تاکہ انسان غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر طاعات میں سبقت کرے۔[32]

جدید ماہر نفسیات ڈینیل گولمین (Daniel Goleman) اپنی شہرہ آفاق تصنیف "Emotional Intelligence" میں لکھتے ہیں کہ خود آگاہی (Self-awareness) اور باقاعدہ خود تشخیص اخلاقی نشوونما کی بنیاد ہیں۔[33]

تزکیۂ نفس میں فطری نمونے(Natural Models in Spiritual Purification)

قرآنِ کریم نے تزکیۂ نفس کے عظیم عمل کو سمجھانے کے لیے حیوانات کی حرکات میں پائے جانے والے فطری نمونوں(Archetypes) کو بطورِ استدلال پیش کیا ہے۔ شہد کی مکھی کا عمل تزکیۂ نفس کے مراحل: تخلیص (Purification)، ترتیب (Order) اور نفع رسانی (Service) کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانیؒ (متوفی 561ھ) "فتوح الغیب" میں اس تمثیل کو معرفتِ الٰہی کے لیے استعمال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فَكُنْ كَالنَّحْلَةِ لَا تَأْكُلُ إِلَّا طَيِّبًا وَلَا تَضَعُ إِلَّا طَيِّبًا"[34]

(پس تو شہد کی مکھی کی طرح ہو جا، جو کھاتی ہے تو پاکیزہ (پھولوں کا رس) اور جب دیتی ہے تو پاکیزہ (شہد) ہی دیتی ہے۔)

یہ عمل دراصل "تزکیہ" ہی ہے کہ انسان اپنے باطن کو کدورتوں سے پاک کر کے اسے سراپا خیر بنا دے۔ پرندوں کی پرواز میں تزکیۂ نفس کا ایک اور پہلو "توکل" اور "تفویض" (Surrender) کی صورت میں نظر آتا ہے۔ پرندہ پر پھیلاتا ہے اور سکیڑتا ہے (صافات ویقبضن) لیکن وہ اپنے گرنے نہ پانے کا یقین صرف اللہ کی قدرت (ما يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ)[35] (انہیں رحمٰن کے سوا کوئی نہیں روکتا) پر رکھتا ہے۔ امام ابن عطیہ الاندلسیؒ (متوفی 541ھ) لکھتے ہیں کہ پرندوں کی یہ حرکت ارادے کے تزکیہ اور کامل توکل کا عملی درس ہے۔[36]

اجتماعی تزکیہ کے باب میں چیونٹی کا نمونہ یہ بتاتا ہے کہ تزکیہ صرف ذاتی اصلاح نہیں بلکہ نظام کی حفاظت کا نام ہے۔ مولانا عبد الحق حقانی "تفسیر حقانی" میں رقمطراز ہیں کہ چیونٹی کا اپنی قوم کو خطرے سے بچانا اس کے باطنی تزکیہ (ایثار) کا خارجی اظہار ہے۔[37]

جدید مفکر کین ویلبر (Ken Wilber) اس قرآنی اسلوب کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روحانی نشوونما کے وہی اصول تخلیق (Creation) میں کارفرما ہیں جن کا مشاہدہ قرآن ہمیں حیوانات کی مثالوں سے کرواتا ہے۔[38]

کردار سازی میں مشاہدے کا کردار

قرآنِ کریم نے کردار سازی (Character Formation) کے لیے محض نظری تعلیمات اور وعظ پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس نے کائنات کی وسعتوں، بالخصوص حیوانات کے مشاہدے (Observation) کو اخلاقی تربیت کا ایک بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے۔ یہ طریقہ "اکتسابی تربیت" کے اصول پر مبنی ہے، جہاں انسان مشاہدے کے ذریعے اخلاقی اقدار کو فطرت کے آئینے میں براہِ راست دیکھتا ہے۔

سورہ النحل میں ارشادِ ربانی ہے: "وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ..."[39]۔ یہ آیت انسان کو تدبر اور "بصری تعلیم" (Visual Learning) کی دعوت دیتی ہے۔ امام بغویؒ (متوفی 516ھ) اپنی تفسیر "معالم التنزیل" میں اس مشاہداتی پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وفِي هَذَا دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ مَنْ تَأَمَّلَ فِي أَحْوَالِ هَذِهِ النَّحْلَةِ، اسْتَدَلَّ بِهَا عَلَى كَمَالِ قُدْرَةِ اللَّهِ وَعَظَمَةِ سُلْطَانِه، وَأَوْرَثَهُ ذَلِكَ خُلُقَ الطَّاعَةِ"[40]

(اس میں یہ دلیل ہے کہ جو شخص اس مکھی کے احوال میں تامل کرے گا، وہ اس کے ذریعے اللہ کی قدرتِ کاملہ پر استدلال کرے گا، اور یہ عمل اسے صفتِ اطاعت ورثے میں دے گا)۔

مشاہدے کی تاثیر اس لیے گہری ہے کہ یہ انسانی لاشعور میں نقش ہو جاتی ہے۔ امام ابن قیمؒ (متوفی 751ھ) "مفتاح دار السعادۃ" میں اس پر بصیرت افروز بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فَإِذَا نَظَرَ الْعَبْدُ إِلَى النَّمْلِ فِي حِرْصِه وَجَمْعِه وَتَدْبِيرِه، رَأَى فِيه آيَةً مِنْ آيَاتِ اللَّهِ تُعَلِّمُهُ الصَّبْرَ وَ الْهِمَّةَ، فَالْعِيَانُ أَقْوَى شَاهِد"[41]

(جب بندہ چیونٹی کی تڑپ، اس کے رزق جمع کرنے اور اس کی تدبیر کو دیکھتا ہے، تو وہ اس میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ایسی نشانی پاتا ہے جو اسے صبر اور بلند ہمتی سکھاتی ہے؛ پس آنکھوں سے دیکھنا سب سے طاقتور گواہ ہے)۔

قرآنِ کریم مشاہدے کے بعد "اعتبار" (Lesson taking) پر زور دیتا ہے۔ سورہ العنکبوت[42] میں مکڑی کے کمزور گھر کی مثال محض ایک حسی مشاہدہ نہیں بلکہ فکری تربیت ہے۔ امام قرطبیؒ (متوفی 671ھ) فرماتے ہیں کہ یہاں مشاہدہ صرف صورتِ ظاہری کو دیکھنا نہیں بلکہ "عینِ بصیرت" سے اس کی حقیقت تک پہنچنا ہے تاکہ انسان کو غیر اللہ پر بھروسہ کرنے کی حقیقت معلوم ہو سکے۔[43]

جدید تعلیمی نفسیات کے بانی البرٹ بینڈورا (Albert Bandura) کا "سماجی سیکھنے کا نظریہ" (Social Learning Theory) اس قرآنی منہج کی تائید کرتا ہے۔ وہ اپنی

کتاب میں رقمطراز ہیں:

"Most human behavior is learned observationally through modeling: from observing others, one forms an idea of how new behaviors are performed[44]

(انسانی رویوں کی اکثریت مشاہداتی طور پر 'ماڈلنگ' کے ذریعے سیکھی جاتی ہے؛ دوسروں کے مشاہدے سے انسان یہ تصور قائم کرتا ہے کہ نئے رویے کس طرح اختیار کیے جائیں)۔[45]

قرآنِ کریم کا یہ مشاہداتی اسلوب انسان کو ایک "فعال متعلم" (Active Learner) بناتا ہے جو صرف معلومات کا ذخیرہ نہیں کرتا بلکہ کائنات کی کتاب سے براہِ راست اخلاقی نتائج اخذ کرتا ہے۔

خلاصہ: فردی اخلاق کی فطری بنیاد

اب بحث سے یہ حقیقت پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ قرآنِ کریم انفرادی اخلاقی تربیت کے لیے ایک ایسا منفرد اور ہمہ گیر نظام پیش کرتا ہے جس کی جڑیں "فطرت" (Nature) میں پیوست ہیں۔ یہ نظام محض خشک فلسفیانہ مباحث کا مجموعہ نہیں، بلکہ انسانی نفسیات، روزمرہ مشاہدات اور جبلتی افعال سے عبارت ہے۔ اس فصل کے کلیدی نتائج درج ذیل ہیں:

اولاً: اخلاق اور جبلت کا ہم آہنگ ہونا

قرآن نے اخلاقی تربیت کو ایک فطری اور پیدائشی عمل (Innate Process) کے طور پر پیش کیا ہے۔ جس طرح حیوانات اپنی جبلت (Instinct) کے تحت غیر ارادی طور پر نظم، عدل اور ایثار کا مظاہرہ کرتے ہیں، انسان کو اپنی ارادی زندگی میں انہی اصولوں کو "خلق" کی صورت میں اپنانے کی دعوت دی گئی ہے۔ امام شاطبیؒ (متوفی 790ھ) اس اصولی نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الشَّرِيعَةُ مَبْنَاهَا عَلَى أَصْلِ الفطْرَة، فَمَا حَثَّت عَلَيْه منَ المَحَاسنِ هُوَ تَعْرِيفٌ لمَا فِي الفطْرَة"[46]

(شریعت کی بنیاد اصلِ فطرت پر ہے، پس جن محاسنِ اخلاق کی اس نے ترغیب دی ہے وہ دراصل فطرت میں موجود حقائق کی پہچان کرانا ہے)۔

ثانیاً: حسی مشاہدہ اور اخلاقی نقش گری

حیوانات کی حرکات و سکنات کے ذریعے قرآن نے اخلاقی تعلیم کو ایک محسوساتی اور مشاہداتی شکل (Sensory Learning) عطا کی ہے۔ شہد کی مکھی کا نظم، چیونٹی کی پیہم محنت اور پرندوں کے توکل نے اخلاقی تصورات کو تجریدی (Abstract) خیالات سے نکال کر ایک ایسی حسی حقیقت بنا دیا ہے جس کا اثر انسانی لاشعور پر دیرپا ہوتا ہے۔ جدید نفسیاتی تحقیقات اس بات کی توثیق کرتی ہیں کہ مشاہداتی سیکھنے کا عمل (Observational Learning) کسی بھی نظری تعلیم سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

ثالثاً: اخلاقی عناصر کا توازن اور تکملہ

قرآن کا یہ فطری نظام اخلاقی تربیت کو ایک جامع اور متوازن اکائی بناتا ہے۔ اس میں جہاں نظم و ضبط (Discipline) کی تاکید ہے، وہیں ایثار (Altruism) اور نفع رسانی کی نرمی بھی موجود ہے۔ نیت اور عمل کا ربط، اور خود احتسابی (Self-Accountability) کے ساتھ اخلاقی بیداری کا امتزاج مل کر ایک ایسی شخصیت کی تعمیر کرتا ہے جو صرف انفرادی طور پر ہی صالح نہیں ہوتی، بلکہ کائناتی نظم کا ایک مفید حصہ بن جاتی ہے۔

یہ بحث ہمیں یہ بنیادی سبق دیتی ہے کہ انسانی اخلاق کی نشوونما اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ فطرت کے معلم سے ہم آہنگ نہ ہو۔ علامہ اقبال کا فلسفۂ خودی بھی اسی فطری بلندی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب انسان اپنی جبلتوں کو تزکیہ کے ذریعے الٰہی رنگ میں رنگ لیتا ہے تو وہ "رضائے الٰہی" کا مظہر بن جاتا ہے۔ حیوانات کی یہ سادہ سی حرکات درحقیقت ایک "کائناتی نصاب" (Universal Curriculum) ہیں، جو انسان کو بتاتی ہیں کہ حقیقی اخلاق وہی ہے جو فطرت کے عالمگیر قوانین کے مطابق ہو۔

خاتمہ بحث

اس ریسرچ پیپر کے تفصیلی اور تجزیاتی مطالعے سے یہ حقیقت پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ قرآنِ کریم کا حیوانات کی حرکات و سکنات کو بطورِ تمثیل پیش کرنے کا اسلوب محض قصہ گوئی یا ظاہری مثال نہیں، بلکہ یہ انسانی شخصیت کی انفرادی اخلاقی تربیت کی ایک محکم اور فطری بنیاد ہے۔ مقاصدِ شریعت کے عمیق تناظر اور جدید نفسیاتی اصولوں کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ شریعت کی اساس اصلِ فطرت پر ہے، اور قرآنِ حکیم نے تجریدی اخلاقی تصورات کو حیوانات کی عملی، حسی اور بصری حرکات کے

سانچے میں ڈھال کر انسانی نفس کے لیے ایک مثالی نمونہ (Archetype) فراہم کیا ہے۔ شہد کی مکھی کا نفع عام، چیونٹی کا بے غرض ایثار و تنظیمی شعور، اور پرندوں کا ہوا کے دوش پر استقلال و توکل یہ ثابت کرتے ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ الٰہی ضابطے کا پابند ہے، اور انسان—جو صاحبِ ارادہ و اختیار ہے—اسے اپنی خودی کو منظم کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

مقالے کا حاصلِ کلام یہ ہے کہ انفرادی اخلاقی ارتقا اور تزکیہ نفس اس وقت تک اپنی غایت کو نہیں پہنچ سکتے جب تک انسان کائنات کی اس کھلی کتاب اور اس کے معلمِ فطرت سے ہم آہنگ نہ ہو۔ قرآن کا مشاہداتی اور اکتسابی منہج انسان کو ایک فعال متعلم (Active Learner) بناتا ہے، جہاں وہ کتے کی لھث (ہانپنے) کی اضطرابی کیفیت سے "خواہشاتِ نفسانی اور حرصِ دنیا" کے نقصانات کا خود احتسابی کے ذریعے ادراک کرتا ہے، اور دوسری طرف حقیر مخلوقات کی پیہم جدوجہد سے بلند ہمتی کا سبق لیتا ہے۔ الغرض، حیوانات کی یہ سادہ مگر معجزانہ حرکات ایک دائم و قائم کائناتی نصاب (Universal Curriculum) ہیں، جو انسانی لاشعور میں اخلاقی نقش گری کرتی ہیں۔ جب انسان ان آفاقی نشانیوں پر تدبر کر کے اپنی جبلتوں کو الٰہی رنگ میں رنگ لیتا ہے، تو وہ نہ صرف ایک صالح فرد بنتا ہے بلکہ مقاصدِ شریعت کا حقیقی مظہر اور کائناتی امن و نظم کا ایک نفع بخش حصہ بن جاتا ہے۔

مصادر و مراجع

---

[1] الشعراوی، محمد متولی، خواطر القرآن، قاہرہ: مطابع أخبار الیوم، 1991، ج13، ص8122۔

[2] الغزالی، احیاء علوم الدین، ج3، ص112۔

[3] اصلاحی، امین احسن، تدبرِ قرآن، لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 1980، ج3، ص452۔

[4] الاعراف 176:07۔

[5] الآلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، ج9، ص234۔

[6] النحل 68:16۔

[7] الرازی، مفاتیح الغیب، ج20، ص78۔

[8] رشید رضا، محمد، تفسیر القرآن الحکیم الشہیر بتفسیر المنار، قاہرہ: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1990، ج11، ص210۔

[9] 'Hartz, Louis, Morality and the Animal Kingdom, New York: Oxford University Press, 2008, p. 156.

[10] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج13، ص145۔

[11] حقانی، عبد الحق، فتح المنان فی تفسیر القرآن، دہلی: مطبع جید برقی پریس، 1365ھ، ج5، ص182۔

[12] النمل 18:27۔

[13] ابن الجوزی، ابو الفرج جمال الدین، زاد المسیر فی علم التفسیر، بیروت: دار الکتاب العربی، 1422ھ، ج3، ص348۔

[14] طنطاوی جوہری، الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم، مصر: مصطفی البابي الحلبي، 1350ھ، ج8، ص142۔

[15] 'Palmer, Parker J. The Courage to Teach: Exploring the Inner Landscape of a Teacher's Life. San Francisco: Jossey-Bass, 2007. (p. 156).۔

[16] أبو عبد اللہ محمد بن عمر فخر الدین الرازي، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1420ھ، ج20، ص244۔

[17] أبو عبد اللہ محمد بن أحمد القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1408ھ، ج13، ص168۔

[18] الملک 19:67۔

[19] أبو القاسم محمود بن عمرو الزمخشري، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، بیروت: دار الکتاب العربي، 1407ھ، ج4، ص581۔

[20] 'Michael J. Reiss, "Ethics in the Animal Kingdom", Journal of Biological Education, 2003, Vol. 37, p. 114۔

[21] النحل16:69۔

[22] الغزالی، ابوحامد محمد بن محمد، کیمیائے سعادت، ترجمہ و تحقیق: سعید محمود الحقی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2005، ص382۔

[23] ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر، مفتاح دار السعادۃ ومنشور ولایۃ العلم والإرادۃ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1998، ج1، ص254۔

[24] ʻKoehler, Harold, The Altruistic Instinct: Evolutionary Roots of Moral Behavior, Berlin: Springer Press, 2012, p. 89۔

[25] الرازی، مفاتیح الغیب، ج20، ص248۔

[26] النووی، یحییٰ بن شرف، ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین، تحقیق: عصام الدین الصبابطی، قاہرہ: دار الحدیث، 1998، ص42۔

[27] ʻDweck, Carol S., Mindset: The New Psychology of Success, New York: Random House, 2006, p. 215۔

[28] الاعراف07:176۔

[29] الغزالی، ابوحامد محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، بیروت: دار المعرفۃ، 1997، ج4، ص412۔

[30] ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر، مفتاح دار السعادۃ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1998، ج1، ص267۔

[31] النحل16:79۔

[32] الرازی، مفاتیح الغیب، ج20، ص256۔

[33] ʻGoleman, Daniel, Emotional Intelligence: Why It Can Matter More Than IQ, New York: Bantam Books, 1995, p. 189۔

[34] الجیلانی، عبد القادر بن ابی صالح، فتوح الغیب، قاہرہ: المکتبۃ الازہریۃ للتراث، 2005، ص89۔

[35] الرحمٰن19:67۔

[36] ابن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2001، ج5، ص342۔

[37] حقانی، فتح المنان فی تفسیر القرآن، ج5، ص182۔

[38] ʻWilber, Ken, Integral Spirituality, Boston: Shambhala Publications, 2006, p. 312۔

[39] النحل16:68۔

[40] البغوی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، ج3، ص81۔

[41] ابن قیم الجوزیۃ، مفتاح دار السعادۃ، ج1، ص301۔

[42] العنکبوت29:41۔

[43] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج13، ص345۔

[44] ʻBandura, Albert, Social Foundations of Thought and Action: A Social Cognitive Theory, New Jersey: Prentice-Hall, 1986, p. 267۔

[45] ʻBandura, Albert, Social Foundations of Thought and Action: A Social Cognitive Theory, New Jersey: Prentice-Hall, 1986, p. 267۔

[46] الشاطبی، الموافقات فی اصول الشریعۃ، ج2، ص189۔